قربانی کے فضائل و مسائل

مؤلفہ

حضرت علامہ مولانا

محمد صدیق ہزاروی مدظلہ

پیشکش

انجمن ضیاءِ طیبہ

قربانی کے فضائل ومسائل

مؤلفہ

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ

www.ziaetaiba.com

پیشکش

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

نام کتاب	:	قربانی کے فضائل و مسائل
مصنف	:	حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
صفحات	:	48 صفحات
تعداد	:	2000
سن اشاعت	:	دسمبر 2007ء

www.ziaetaiba.com

.... ناشر ....

ضیائی دارالاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہِ الکریم
وعلیٰ آلہٖ وصَحبہٖ اجمعین ○

عہدِ حاضر کا تمدّن نہایت تیزی سے ترقی در ترقی مزید ترقی کی جانب رواں دواں ہے جو ترقی کی سرعتِ رفتار کے ساتھ قدم بقدم گامزن ہیں وہی قومیں عروج و کمال حاصل کرتی جارہی ہیں۔ اگرچہ یہ اقوام اسلام دشمن ہی ہیں۔ اس امر کا اعتراف بھی سب کرتے ہیں لیکن اس تدارک کے لیے اقدام کوئی نہیں کرتا، کہ دورِ حاضرہ میں ملّتِ اسلامیہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکے۔ شاہراہِ ترقی پر گامزن ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اقوامِ مغرب کی تقلید کی جائے اور اپنے دینی اقدار کو وِداع کہہ دیں۔

قارئینِ محترم! یہ سوچنے اور فکر کرنے کی بات ہے کہ اگر اقوامِ مغرب حصول ٹیکنالوجی اور جدید مصنوعات وایجادات میں پیش پیش ہیں تو انہوں نے اپنی مذہبی قدریں پامال نہیں کی ہیں اگر پامال کی ہوتیں تو آج یہی جدیدیت کے رجحانات، سیکولر نظریات عام کرنے والے مسلم قوم کو بنیاد پرست، دہشت گرد اور دقیانوسی فکر کے حامل قرار نہیں دیتے معلوم ہوا کہ مغرب نے جدیدیت کے لباس میں اپنا پرانا رومی وہسپانوی اندازِ فکر چھپایا ہوا ہے بظاہر غیر متعصّب نظر

آتے ہیں، لیکن باطنی طور پر اسلامی فکر انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو اقوامِ مغرب کی تقلید میں اپنے دین اسلام اور اس شعار پر خود تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔ ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کا اسلامی تشخّص ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ ماضی میں ایک قادیانی چودھری ظفر اللہ ہمارے ملک کا پہلا وزیر خارجہ رہا۔ اور ہمارے صوبۂ سندھ کے ایک ایسے گورنر بھی منتخب ہوئے جو کہ اب آنجہانی ہوگئے، وہ کہا بھی کرتے تھے اور دوسرے کو تعلیم و ترغیب بھی دیتے تھے اس امر پر کہ "قربانی" نہ کی جائے بلکہ یہ کہتے تھے کہ قربانی کے مصارف حکومت پاکستان پر قرضوں کی ادائیگی کے لیے استعمال کیے جائیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ترقی ضرور کریں لیکن یہاں سوچنا یہ ہے کہ "ہم" سے کیا مراد ہے؟ ہمارے دینی و ملی اکابرین (صحابۂ کرام، اہلبیت اطہار، فقہاء، علماء، اولیاء وغیرہ علیہم الرضوان) کے نزدیک "ہم" کے کلمہ "ضمیر متکلم" میں سب سے پہلے "دینی اقدار و شعار اور مذہبی تشخّص" پھر بحیثیت اقوام "ملت اسلامیہ" مراد لیے جاتے ہیں۔ بحیثیت مسلم قوم ہماری ترقی ہمارے دینی اقدار کی ترقی کے ماتحت اور اسی میں مضمر ہے۔ دین ترقی کرے گا تو اس کے پیروکار بھی ترقی کریں گے اسی لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس "رسالہ" کو شائع کیا جائے جو کہ "قربانی" کی اہمیت و افادیت اور اس کے فضائل و مسائل پر مبنی ہے۔

"قربانی" اسلامی عبادت کے ساتھ ساتھ ایسا دینی شعار ہے جو اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ کی خُوشنودی اور قُرب کا ذریعہ ہے، جس طرح گذشتہ اُمتوں میں نماز، روزہ، حج اور جہاد کے اعمالِ حسنہ رائج رہے ہیں۔ ایسا ہی "قربانی" کا عمل بھی گذشتہ امتوں میں رائج رہا ہے، بلکہ بعض تاریخی شواہد کی بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ

"قربانی" کی عبادت دیگر عبادات کے مقابلہ میں زیادہ قدیم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں حضرت ہابیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور قابیل کی قربانیوں کا بیان قرآن مجید پارہ ٦ سورۃ المائدہ آیت ٢٧ میں ہوا ہے، حضرت ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی رد کردی گئی۔ "قربانی "ایسی عبادت ہے کہ جس کے نتیجے میں بندگانِ خدا میں "ایثار "کا جذبہ پیدا اور بیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی راہ میں اپنا پلا ہوا یا خریدا ہوا جانور قربان کرنے کے نتیجے میں یہ احساس اُجاگر ہوتا ہے کہ ہمارا مال و متاع یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اگر اسی کی راہ میں ایثار و قربان کردیا جائے اور صلہ میں اُس مالکِ ذوالجلال کا قرب حاصل ہو جائے تو یہ تو خالصتاً اپنا ہی بھلا اور نفع ہے۔ "قربانی "ایسی عبادت ہے کہ قربانی کے گوشت کی تقسیم کے نتیجے میں عزیز و اقارب، پڑوسی وہمسائے اور غُرباء و مساکین کے لیے جذبۂ ایثار پیدا ہوتا ہے۔

"قربانی" ایسی عبادت ہے کہ جس کے نتیجے میں اللہ کی راہ میں اپنے پیاروں اور محبت کرنے والوں کو بھی قربان کردینے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

"قربانی" ایسی عبادت ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ جرأت واستقامت پیدا ہوتی ہے کہ مال و متاع کے علاوہ اپنی جان بھی قربان کرنے کا وقت آئے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے۔ "ایثار و قربانی" کا مفہوم یہی ہے کہ انسان دوسروں کے فائدے پر اپنے نفع کو قربان کردے، دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھے یعنی انسان خود تکلیف اٹھائے اور دوسروں کو فائدہ وراحت پہنچائے۔

قرآن مجید نے جابجا ایثار و قربانی کی تلقین فرمائی ہے، ایک ایثار مال ودولت کا ہوتا ہے اور ایک ایثار و قربانی، نفس و خواہشاتِ نفس کی ہوتی ہے۔ عارضی لذت، دنیاوی نعمت کو آخرت کی دائمی لذت و نعمت مگران دیکھی نعمت پر قربان کرنا بہت بڑا ایثار ہے۔ حال کی معمولی راحت کو مستقبل کی دیرپا راحت پر قربان کرنا عظیم سچائی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال ودولت لٹاناہی ایثار نہیں بلکہ خود نفس سے جہاد اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا بہت بڑا ایثار ہے۔

ایثار و قربانی کی متعدّد مثالیں قرآن مجید کی آیاتِ مقدسہ کی تلاوت سے واضح ہوتی ہیں نیز سیرتِ طیبہ وہ سیرتِ اہلبیت وصحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے بھی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چہیتے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی کی راہ میں قربان کر کے ایثار کی بہت بڑی مثال پیش فرمائی۔ اور اسی کی یاد میں اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی کے وجوب کا حکم نازل ہوا۔

ایثار و قربانی کی ایک بڑی مثال تاریخِ اسلام (سیرت صحابہ) سے پیش کی جاسکتی ہے یعنی انصارانِ مدینہ نے مہاجرینِ مکہ کے ساتھ جو سلوک کیا، اس کی مثال دنیا میں، کسی قوم میں ملنا محال ہے، جہاد کے مواقع پر صحابہ کرام خصوصاً حضرت سیّدنا صدیق اکبر، سیّدنا فاروق اعظم، سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایثار فرمانا تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا گیا ہے۔ ایثار و قربانی کی بہت بڑی و عظیم مثال اہلبیتِ اطہار خُصوصاً سبطِ رسول جگر گوشۂ بتول سیّدنا امام عالی مقام

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، کہ جنہوں نے دینِ اسلام کی سربلندی کی خاطر غریب الوطنی میں اپنی جان اور اپنے جملہ رفقاء بالخصوص اپنے خاندانِ اھلبیت میں جوانوں اور بچوں حتیٰ کہ چھ ماہ کے شیر خوار اپنے لخت جگر حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قربان کر دیا۔ بقول علامہ اقبال مرحوم

غریب وسادہ ورنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اسکی حسین ابتداء ہے اسمٰعیل

ایثار و قربانی کہنے کو تو دو لفظ ہیں لیکن فی الواقع ان دو لفظوں میں ہر عبادت اور عمل خیر کی روح موجود ہے یعنی شب و روز کی اپنی مشغولیت میں سے وقت قربان کر کے اور صبح صادق کے وقت بستر چھوڑ کر راحت کی قربانی دے کر نماز ادا کرنا۔ روزے میں ضبط نفس، بھوک و پیاس اور ہر خواہش کو قربان کرنا پڑتا ہے اس لیے روزہ بھی ایثار و قربانی کا بہترین مظہر ہے۔ زکوٰۃ و صدقات و خیرات تو نام ہی ایثار و قربانی کا ہے۔ حج بھی مظہر ایثار و قربانی ہے کہ اپنے وطن کو چھوڑنا، عزیز و اقارب کو چھوڑنا، گھربار چھوڑنا، آسائش کو چھوڑنا، اور یہاں تک کہ بیوی، رفیقِ سفر حج ہو تو اُسے قریب رکھتے ہوئے بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنا، ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاسبانی کے لیے جہاد کرنا اور جان قربان کرنا بھی ایثار کی مثالیں ہیں۔

ایثار و قربانی کی ضد، حرص و طمع اور بخل و خود غرضی ہے، حرص و طمع وہ برائی ہے جس میں نفس کی پستی پوری طرح ظاہر ہوتی ہے، اسی طرح بخل بھی تنگ ظرفی و تنگ نظری کم ہمتی اور طبیعت کی پستی کی دلیل ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبۂ معظمہ کے سایہ میں بیٹھے تھے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا: "ربِّ کعبہ کی قسم وہ لوگ تباہ وبرباد ہو گئے"، میں نے عرض کیا ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، "کون لوگ تباہ وبرباد ہو گئے ؟"۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ وہ تباہ وبرباد ہو گئے جو مالدار ہونے کے باوجود خرچ نہیں کرتے، کامیاب صرف وہی ہو گا جو اپنی دولت لُٹائے، سامنے والوں کو دے، پیچھے والوں کو دے، دائیں والوں کو دے اور بائیں والوں کو دے، اور ایسے مالدار خرچ کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں۔(متفق علیہ بخاری و مسلم)

قرآن مجید نے "بُخل" کو "شُحّ" یعنی لالچ کے کلمہ سے تعبیر کیا ہے، جو لالچی ہوتا ہے اس کا دل چھوٹا ہوتا ہے، ایثار و قربانی کے لیے بڑے ظرف اور بلند حوصلہ کی ضرورت ہے۔ ایثار و قربانی، بے غرضی کا سرچشمہ ہے، ایثار و قربانی وہ خوبیاں ہیں جو انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی صفاتِ محمودہ کو انسان میں پیدا کرتی ہیں، وہ سیرت و کردار کی تعمیر بھی کرتی ہیں اور روحانی ترقی اور اخلاقی بالیدگی کی راہ بھی ہموار کرتی ہیں۔

www.ziaetaiba.com

ایثار و قربانی سے تزکیۂ نفس بھی ہوتا ہے اور تقویٰ کی روح زندہ رہتی ہے، جسکے نتیجے میں خلاّقِ عالم جل جلالہٗ سے تعلق استوار ہوتا ہے۔ پھر اس کی اطاعت اور اس کی محبت ہر شئے پر غالب آجاتی ہے۔ نفس کی اصلاح کے بغیر کوئی

اصلاح ممکن ہی نہیں اور اصلاحِ نفس کا اصل اور بُنیادی طریقہ ایثار و قربانی ہے جو اللہ اور اس کے محبوب کی بار گاہوں میں مقبول و منظور ہے۔

قارئینِ محترم! انجمن ضیاء طیبہ کے زیر اہتمام مختلف عنوانات پر 44 کتب کی اشاعت عمل میں آچکی ہے۔ پیشِ نظر کتاب "قربانی کے فضائل و مسائل" مؤلفہ حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہٗ کی افادیت کے باعث اپنے احباب سے مشورہ ہوا، تو مولانا مفتی محمد اکرام المحسن فیضی اور حضرت علامہ مولانا نسیم احمد صدیقی نوری مدظلہ بھی اسے شائع کرنے کے لیے مؤیدین ہوئے۔ حضرت علامہ مولانا نسیم احمد صدیقی نوری مدظلہ نے قرآنی آیات کے تراجم کنزالایمان سے اخذ کر کے رقم کر دیے ہیں۔ نیز دو مقام پر عبارات کے مفہوم کی وضاحت کے لیے حواشی بھی تحریر کیے ہیں۔ حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب مدظلہٗ العالی سے اُمید ہے کہ اس جسارت پر ناراض نہیں ہوں گے۔ حضرت مولانا مفتی محمد اکرام المحسن فیضی صاحب نے اپنی نگرانی میں رسالۂ ھٰذا کی کمپوزنگ کروائی اور تصحیح بھی فرمائی۔

میں اپنے تمام دینی و مسلکی بھائیوں سے استدعا کرتا (دُعاجو) ہوں کہ "انجمن ضیاء طیبہ" کو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے، سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے اور مرشدِ گرامی شیخ العرب والعجم حضرت شاہ ضیاء الدین قادری مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضانِ نظر و کرم سے مسلکِ حقّہ اہلسنت و جماعت کی بے لوث اور بہ استقامت خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جبکہ میں دعا گو ہوں کہ کتاب کے مؤلف حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ، انجمن ضیاء طیبہ میں میرے رفقاء و معاونین سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور مجھے اور متذکرہ احباب کو ایمان پر عافیت کی موت مدینۃ المنورہ میں عطا فرمائے۔

آمین یارَبَّ العالمین بجاہِ سَیّدِ المرسلین
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین.

سیّد اللہ رکھا ضیائی
(خادم)
انجمن ضیاء طیبہ

www.ziaetaiba.com

معروضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان واسلام کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عائد کیے گئے فرائض وواجبات ادا کیے جائیں، زندگی کا ہر لمحہ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگا ہوا ہو، اور احکامِ شریعت سے پیچھا چھڑانے یا ان کو اپنی مرضی کے تابع کرنے کے لیے حیلے بہانے سے کام نہ لیا جائے۔

الحمد اللہ! قرآن وسنت اور فقہاء کرام کی اجتہادی کاوشوں کی بدولت مسلمانوں کے پاس احکامِ شریعت کا ایک جامع ذخیرہ موجود ہے جبکہ جدید مسائل کے حل کے لیے قواعد وضوابط اور اصول سے بھی کتب بھری پڑی ہیں لیکن خرابی یہ ہے کہ عوام النّاس نے مسائل سے آگاہی کو شجرِ ممنوعہ قرار دے رکھا ہے اور سنی سنائی یا من پسند باتوں کو ہی شرعی مسئلہ سمجھ کر قناعت کرلی ہے، فرائض وواجبات کی ادائیگی صحیح ہو رہی ہے یا غلط، اس سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔

اُدھر اہل علم اور منصبِ تبلیغ پر فائز حضرات پہلے تو فقہی مسائل اور ضروریاتِ زندگی کے لیے ضروری فقہی احکام سے روشناس کراتے ہی نہیں اور اس اہم ذمہ داری سے یہ کہہ کر جان چھڑائی جاتی ہے کہ لوگ سُنتے ہی نہیں اور اگر کچھ حضرات مسائل بیان کرتے بھی ہیں تو ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

قربانی کے مسائل فقہ کی تمام کتب میں تفصیل سے درج ہیں لیکن عوام الناس تو در کنار پڑھے لکھے حضرات بھی ان کتب سے استفادہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ کتب ضخیم ہونے کے ساتھ ساتھ خالص علمی انداز میں تحریر کی گئی ہیں یا وہ عربی زبان میں ہیں۔

کچھ تنظیمیں یا شخصیات اپنے اپنے طور پر کتابچوں کی صورت میں قربانی کے مسائل تحریر کر کے شائع کرتے ہیں لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ دورِ حاضر کے تقاضوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور محض نقل کی راہ اختیار کی جاتی ہے۔

حالات کا تقاضا ہے کہ مسائل کو نہایت آسان پیرائے میں الگ الگ عنوانات کے ذریعے سمجھانے کے انداز میں لکھا جائے تاکہ معمولی سُوجھ بُوجھ رکھنے والا شخص بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکے۔ اس کتابچے میں راقم نے یہی راہ اختیار کی ہے۔ اس سے پہلے تجہیز و تکفین، تحقیق طلاق، تقسیم وراثت، تحقیق حلالہ، تجلیات اعتکاف اور تعلیم نماز کی صورت میں راقم کا یہ انداز تحریر نہایت مقبول ہوا، اُمید ہے کہ قربانی کے حوالے سے یہ کتابچہ بھی امت مسلمہ کے لیے مفید ثابت ہو گا۔ قارئین کرام کہیں اصلاح یا ترمیم واضافہ کی ضرورت محسوس کریں تو راقم کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر اُمت مسلمہ کے لیے علم اور راقم کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے، آمین بجاہِ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی

۴ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

قربانی کے فضائل و مسائل

قربانی کیا ہے:

ذوالحجہ کی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ کو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جانور ذبح کرنا "قربانی" کہلاتا ہے۔

قربانی کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ قربانی ہے جو حجاج کرام مکہ مکرمہ (منیٰ) میں کرتے ہیں اور اسے "ھَدْیٌ" کہا جاتا ہے۔

اور دوسری قسم کی قربانی وہ ہے جو تمام (صاحبِ استطاعت) مسلمان دنیا کے کونے کونے میں کرتے ہیں، اسے "اُضْحِیَّۃ" کہا جاتا ہے۔

پہلی قسم کی قربانی، مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے حرم پاک سے باہر نہیں ہو سکتی جبکہ دوسری قسم کی قربانی ہر جگہ ہوتی ہے۔

www.ziaetaiba.com

قرآن پاک اور قربانی:

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مختلف ناموں سے قربانی کا ذکر آیا ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے:

لفظ نُسُك:

ارشاد خداوندی ہے:

فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَرِيۡضاً اَوۡبِهٖ اَذًى مِّنۡ رَّاۡسِهٖ فَفِدۡيَةٌ مِّنۡ صِيَامٍ اَوۡصَدَقَةٍ اَوۡنُسُكٍ[1]

(ترجمہ) "پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلا دے روزے یا خیرات یا قربانی"۔[2]

یعنی جس مُحرم کو کسی بیماری کی وجہ سے سر منڈانے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ فدیہ کے طور پر تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو دو، دو کلو گندم دے یا ایک بکری ذبح کرے۔[3]

یہاں قربانی کے لیے لفظ نُسُك آیا ہے اور یہ قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے۔

دوسری جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِيۡ وَنُسُكِيۡ وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِيۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ[4]

(ترجمہ) "تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہاں کا"۔[5]

www.ziaetaiba.com

1۔ القرآن الکریم ۲/۱۹۶۔

2۔ ترجمۂ قرآن کنز الایمان۔

3۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد اول، ۱۳۶۔

4۔ القرآن الکریم ۶/ ۱۶۲۔

5۔ ترجمۂ قرآن کنز الایمان۔

یہاں بھی قربانی کے لیے لفظ "نسك" آیا ہے لیکن اس سے محض حج اور عمرہ کی قربانی مراد نہیں بلکہ مطلقاً قربانی کا ذکر ہے چاہے وہ حج اور عمرہ سے متعلق ہو یا اس کا تعلق عید الاضحیٰ سے ہو، مقصود یہ ہے کہ قربانی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو بتوں وغیرہ کے لیے نہ ہو۔

لفظ مَنۡسَك:

ارشاد خداوندی ہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنسَكًا لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّنۡ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ[1]

(ترجمہ) "اور ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر"۔[2]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں: مَنۡسَك کا معنی اَلذَّبۡحُ وَاِرَاقَةُ الدَّمِ (یعنی ذبح کرنا اور خون بہانا) ہے، یہ قربانی بھی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

لفظِ قُرۡبَان:

اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡاۤ اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيۡنَاۤ اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ حَتّٰى يَاۡتِيَنَا بِقُرۡبَانٍ تَاۡكُلُهُ النَّارُ[3]

1۔ القرآن الکریم ۲۲/ ۳۴۔

2۔ ترجمۂ قرآن کنز الایمان۔

3۔ القرآن الکریم ۳/۱۸۳۔

(ترجمہ) "وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے اقرار کو لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے"۔[1]

قرآن پاک کے مطابق یہودیوں کا یہ دعویٰ غلط تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا بلکہ اُنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لانے کے لیے یہ عذر تراشا تھا۔ لیکن اس سے اتنی بات ثابت ہوگئی کہ ان لوگوں میں قربانی کا رواج تھا جس کی قبولیت کی علامت یہ تھی کہ اسے آسمانی آگ کھا لیتی تھی۔ دوسری جگہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ[2]

(ترجمہ) "جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی"۔[3]

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْقُرْبَانُ اِسْمٌ لِّمَا يُتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ مِنْ ذَبِيْحَةٍ اَوْ صَدَقَةٍ[4]

وہ چیز جو قُربِ خداوندی کا باعث ہوا اسے قربان (قربانی) کہتے ہیں چاہے وہ ذبیحہ ہو یا صدقہ۔

1۔ ترجمۂ قرآن کنز الایمان۔

2۔ القرآن الکریم ۵ /۲۷۔

3۔ ترجمۂ قرآن کنز الایمان۔

4۔ فخر الدین رازی، امام تفسیر کبیر ۱۱ /۲۰۵۔

www.ziaetaiba.com

مفسرین نے لکھا ہے کہ ہابیل جس کی قربانی قبول ہوئی تھی اس نے ایک عمدہ بکری کی قربانی پیش کی تھی۔[1]

ھَدْیٌ:

ارشاد خداوندی ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ[2]

(ترجمہ) ”اور حج و عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے“۔[3]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ[4]

(ترجمہ) ”تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے“۔[5]

www.ziaetaiba.com

1۔ تفسیر صاوی، (تحت آیت ہذا)، ۱/۲۴۳۔

2۔ القرآن الکریم ۲/ ۱۹۶۔

3۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

4۔ القرآن الکریم ۲/ ۱۹۶۔

5۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَا اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ [1]

(ترجمہ) "اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہراؤ اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں اور نہ ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں"۔ [2]

ایک دوسری جگہ فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ [3]

(ترجمہ) "اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کے باعث بنایا اور حرمت والے مہینے اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں"۔ [4]

اسی صورت کی آیت ۹۵ میں فرمایا: هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ قربانی کا وہ جانور جو کعبہ شریف تک پہنچنے والا ہو۔

1۔ القرآن الکریم ۵ /۲۔

2۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

3۔ القرآن الکریم ۵ /۹۷۔

4۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

ارشاد خداوندی ہے:

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ[1]

(ترجمہ) "وہ وہ نہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور رُکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے"۔[2]

نَحر:

سورۂ کوثر میں فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ[3]

(ترجمہ) تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔[4]

قرآن پاک کی ان مندرجہ بالا آیات سے خاص طور پر تین باتیں واضح ہوتی ہیں:

ایک یہ کہ قربانی کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

نُسُكٌ، مَنْسَكٌ، قُرْبَانٌ، هَدْيٌ اور نَحْرٌ

دوسری بات یہ ہے کہ قربانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر کی جائے۔

اور تیسری بات یہ کہ جو قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے اس کے لیے لفظ "ھدی" استعمال ہوا باقی الفاظ سے یا تو صرف قربانی مراد ہے جو حج وعمرہ

1۔ القرآن الکریم ۴۸ / ۲۵۔

2۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

3۔ القرآن الکریم ۱۰۸ / ۲۔

4۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

کے علاوہ ہے یا دونوں قسم کی قربانیوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی اس قربانی کا تعلق حج و عمرہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ سے ہو یا اس کے علاوہ قربانی ہو۔

اَضاحیٰ (جمع اُضحیّہ):

حدیث شریف میں قربانی کے لیے لفظ اضاحی (جو اضحیّۃ کی جمع ہے) بھی استعمال ہوا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

یَارَسُولَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ[1]

یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

یہ سوال عید کے دن کی قربانی سے متعلق تھا اور اس قربانی کے بارے میں لفظ "اضاحی" استعمال ہوا۔ چنانچہ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شَھِدْتُ الْاَضْحٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ یَعْدُ اَنْ صَلّٰی وَفَرَغَ مِنْ صَلاَتِہٖ سَلَّمَ فَاِذَا ھُوَیَرٰی لَحْمَ اَضَاحِیَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلاَتِہٖ فَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ اُضْحِیَتَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ اَوْنُصَلِّیَ فَلْیَذْبَحْ مَکَانَھَا اُخْرٰی وَمَنْ کَانَ لَمْ یَذْبَحْ فَلْیَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰہِ[2]

1۔ سنن ابن ماجہ، ۲۳۳، باب ثواب الاضحیۃ۔
2۔ صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب وقتہا، ص ۱۵۳۔

میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عید الاضحی کی نماز کے لیے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تاخیر کے بغیر نماز پڑھائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو قربانی کے کچھ جانوروں کا گوشت ملاحظہ فرمایا جو فراغتِ نماز سے پہلے ذبح کر دیے گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے اپنا "اضحیہ" ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے، اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اب ذبح کرے اللہ کے نام کے ساتھ۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ "اضحیہ" وہ قربانی ہے جو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر نماز عید کے بعد ہوتی ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ حج کے موقعہ پر حجاج کرام نمازِ عید نہیں پڑھتے لہٰذا یہ قربانی وہ ہے جو حج کے علاوہ ہے اور مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دوسرے مقامات پر بھی ہوتی ہے چنانچہ یہ واقعہ بھی مدینہ طیبہ کا ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ قربانی دو قسم کی ہے، ایک مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے اور دوسری دنیا کے کونے کونے میں عید الاضحیٰ یا اس کے دو دن بعد (ایامِ تشریق میں) ہوتی ہے۔

قُربانی پہلی اُمّتوں میں:

سُورۃ ۲۲، آیت ۳۴ کے حوالے سے آپ گزشتہ صفحات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اُمّت کے لیے ایک قربانی رکھی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ جانوروں پر اللہ کا نام ذکر کریں۔

ابنِ اثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور آپ آگ سے صحیح سلامت باہر تشریف لائے تو نمرود نے کہا:

”میں نے آپ کے رب کی قدرت و عظمت کا جو مظاہرہ دیکھا ہے اس کے پیشِ نظر میں اس کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہتا ہوں۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

”جب تک تو اپنے دین پر قائم ہے اللہ تعالیٰ تیری قربانی قبول نہیں فرمائے گا“۔

اگرچہ نمرود نے اپنے باطل دین کو نہ چھوڑا، تاہم اس نے چار ہزار گائیوں کی قربانی پیش کر دی۔[1]

اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادتِ مبارکہ سے پہلے بھی قربانی بطورِ عبادت مروّج تھی۔ اسی طرح سورۃ ۵ (المائدہ) آیت ۲۷ کے حوالے سے آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں نے قربانی پیش کی جن میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی رد کر دی گئی۔ اور یہ بات بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی جو بکری کی صورت میں تھی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ قربانی وہ اہم عبادت ہے جو گزشتہ امتوں میں بھی رائج تھی، اور وہ قربانی جہاں جانوروں کے علاوہ کوئی چیز قربِ خداوندی کے لیے پیش

1۔ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر، جلد اول، ص ۱۰۰۔

کرنے کی صورت میں ہوتی تھی وہاں قربانی کا ایک طریقہ جانوروں کو ذبح کرنا بھی ہوتا تھا۔

قربانی ابراہیمی یادگار:

پھر ایک ایسا وقت آیا جب تاریخ نے ایک تعجب خیز واقعہ کو جنم دیا، جس کا نظارہ چشم فلک نے اس سے پہلے دیکھا نہ قیامت تک دیکھے گی۔ ہُوا یوں کہ ایک عظیم شخصیت جسے خلیل اللہ کے لقب سے نوازا گیا جسے عالم انسانیت کی امامت کا سہرا پہنایا گیا، اور جو اپنے رب کی طرف سے آنے والی آزمائش میں کامیابی سے ہمکنار ہوا، اس جَدِّ انبیاء کو ایک عظیم امتحان میں ڈال کر اس کی اطاعت گزاری اور وفاشعاری کو آنے والی نسلوں کے لیے اُسوۂ حسنہ قرار دیا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کو ہماری راہ میں قربان کردو۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○[1]

(ترجمہ) "پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا: اے میرے بیٹے میں خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہو اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ کہا! اے میرے باپ کیجیے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو

1۔ القرآن الکریم ۳۷/ ۱۰۱تا۱۰۵۔

قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے نہ فرمائی کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔[1]

حکم خداوندی کی تعمیل میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مقام منیٰ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تو چُھری نہ چلی، اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کے لختِ جگر کو جُدا کرنا نہیں چاہتا تھا بلکہ یہ ایک امتحان تھا جس کے ذریعے دنیا والوں پر آپ کی اطاعت گزاری کو واضح کرنا تھا۔ چنانچہ دونوں باپ بیٹا اس سخت امتحان میں کامیاب ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیجا جو ان کے فدیہ میں ذبح ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس یادگار کو آنے والی نسلوں میں باقی رکھا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ○[2]

(ترجمہ) "بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیح اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔[3]

1۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

2۔ القرآن الکریم ۳۷ /۱۰۶تا۱۰۸۔

3۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

آنے والی نسلوں میں جو ذکر چھوڑا گیا وہ محض زبانی ذکر ہی نہ تھا بلکہ اس قربانی کو ابراہیمی یادگار کے طور پر باقی رکھا گیا جیسے ایک حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (طریقہ) ہیں۔

مکہ مکرمہ کے علاوہ قربانی:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں قربانی دو قسم کی ہوتی ہے ایک جو حجاج کرام سے تعلق رکھتی ہے اور اسے "ھدی" کہتے ہیں۔ یہاں یہ واضح رہے کہ حجاج کرام جو قربانی کرتے ہیں وہ حج کی قربانی ہے، حجاج کرام میں جو مالدار یعنی صاحب نصاب ہوں تو اُن پر مسافر ہونے اور وطن اصلی میں نہ ہونے کی وجہ سے سالانہ واجب قربانی کے وجوب کا اطلاق نہیں ہوتا لہٰذا آفاقی حاجی جو متمتع یا قارن ہے وہ صرف حج کی قربانی پیش کرے گا۔ (احقر نسیم صدیقی غفرلہٗ) اور دوسری قربانی وہ ہے جو عید الاضحیٰ کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمان اپنے اپنے علاقہ میں کرتے ہیں۔

دینِ اسلام کے شعائر اور اسلامی تہذیب وتمدن کے مخالف نام نہاد مسلمان قربانی کے خلاف طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتے رہتے ہیں جن میں سے ایک بہانہ یہ ہے کہ قربانی صرف مکہ مکرمہ میں ہوتی ہے اور کہیں نہیں، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قربانی کی، جس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف حج کی قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے عید الاضحیٰ سے مخصوص

قربانی جب مدینہ طیبہ میں ہو سکتی ہے تو دنیا کے ہر اس خطے میں جائز بلکہ ضروری ہے جہاں مسلمان بستے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ[1]

(ترجمہ) ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں دس سال قربانی کرتے رہے“۔

ہر قسم کی قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں قربانی نہ کرتے، اس لیے اس قربانی کا تعلق کسی خاص مقام سے نہیں بلکہ صاحبِ حیثیت مسلمانوں سے ہے چاہے وہ کسی بھی ملک میں رہتے ہوں۔

کیا قربانی مال کا ضیاع ہے:

احکامِ شریعت کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھنے والے حضرات قربانی سے انکار کی ایک وجہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ” قربانی کے ذریعے بے بہا دولت ضائع ہو جاتی ہے اور جانوروں کی نسل ختم کی جاتی ہے، یہی دولت غرباء اور مساکین کے کام آسکتی ہے“۔ لیکن اس سلسلے میں دو باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

ایک یہ کہ اسلام، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و تعلیمات پر عمل کا نام ہے چاہے وہ احکام ہماری سمجھ میں آتے ہوں یا نہیں، اسی کو اطاعت کہتے ہیں اور یہی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا قرآن پاک میں یوں حکم دیا گیا، ارشاد خداوندی ہے:

1۔ جامع ترمذی، ابواب الاضاحی، ص ۱۸۲۔

www.ziaetaiba.com

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ [1]

(ترجمہ) "اور اللہ اور رسول کے فرماں بردار رہو اس اُمید پر کہ تم رحم کیے جاؤ"۔ [2]

نیز فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ [3]

(ترجمہ) "اے محبوب تم فرماؤ! لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہوں میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ [4]

اور یہ بات حدیث شریف کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں دس سال رہے اور آپ قربانی دیتے رہے۔

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَ لَہٗ سِعَۃٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا [5]

(ترجمہ) "جو شخص طاقت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے"۔

www.ziaetaiba.com

1۔ القرآن الکریم، ۳/۱۳۲۔

2۔ ترجمۂ قرآن کنز الایمان۔

3۔ القرآن الکریم، ۳/۳۱۔

4۔ ترجمۂ قرآن کنز الایمان۔

5۔ سنن ابن ماجہ، باب الاضاحی واجبۃ ام لا ص ۲۳۲۔

اور یہ بھی فرمایا:

مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ یَوْمَ النَّحْرِ عَمَلاً اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ ھِرَاقَۃِ دَمٍ الخ [1]

(ترجمہ) "یوم نحر (دسویں ذوالحجہ) کو ابن آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (قربانی) سے زیادہ پیارا نہیں "۔الخ

آپ نے یہ بھی فرمایا:

مَا اُنْفِقَتِ الْوَرَقُ فِیْ شَیْءٍ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ نَحِیْرٍ یُنْحَرُ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ [2]

(ترجمہ) "جو روپیہ عید کے دن قربانی پر خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں "۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنے اور اس پر رقم خرچ کرنے کو سب سے بہتر عمل قرار دیتے ہیں، بلکہ جو لوگ طاقت کے باوجود قربانی نہیں کرتے انہیں اپنی عید گاہ سے دور فرمارہے ہیں تو کیا کوئی شخص غرباء و مساکین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ غمخوار ہو سکتا ہے، اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم نہ تھا کہ قربانی سے بے شمار جانور ذبح ہو جائیں گے اور یُوں جانوروں کی نسل کُشی ہو گی؟

دوسری بات یہ ہے کہ ہر قوم کے کچھ نشانات، شعائر اور علامات ہوتی ہیں اور ان کی اہمیت اس جذبہ میں پنہاں ہوتی ہے جو ان اُمور کا محرک ہوتا ہے۔

1۔ سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضیحہ، ص ۲۳۳۔

2۔ المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۱۰۸۹۴، ۱۱ / ۱۷۔

ملک بھر میں سرکاری عمارتوں اور تعلیمی اداروں وغیرہ میں جو جھنڈے لہرائے جاتے ہیں اگر اس کپڑے کا حساب کیا جائے تو کتنے غرباء کا تن ڈھانپا جاسکتا ہے، مساجد کے مینار نہ تو نماز پڑھنے کے کام آتے ہیں اور نہ ہی ان میں درس وتدریس ہوسکتی ہے۔ یادگارِ پاکستان لاہور میں مینارِ پاکستان اور اسمبلی ہال کے سامنے سمٹ مینار (اسلامی سربراہی کانفرنس کی یاد میں مینار) پر کتنی خطیر رقم خرچ ہوئی، کیا یہی رقم بے شمار گھرانوں کی بھوک کو زائل کرنے میں ممدومعاون نہیں ہوسکتی تھی؟ لیکن ان باتوں پر اعتراض کیوں نہیں صرف قربانی اعتراض کیوں؟ تو بات یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام چیزیں دینی، ملی اور قومی شعائر ہیں اس لیے ان پر صرف ہونے والی رقم ضائع نہیں ہوتی۔ جھنڈے کے چند گز کپڑے کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کے مقاصد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے کہ ایک ملکی اور قومی علامت ہے اسی طرح مساجد کے مینار اور گنبد وغیرہ کا حکم ہے پھر یہ کہنا کہ قربانی سے جانوروں کی نسل ضائع ہورہی ہے تو کیا روزانہ ان گنت جانوروں کے ذبح ہونے سے نسل ضائع نہیں ہوتی؟ حالانکہ یہاں تو صرف پیٹ کا مسئلہ ہے اور قربانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے، مخالفین کا یہ عذر لنگ اس قدر کمزور ہے کہ خود مشاہدہ اس کا رد کررہا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال قربانی دینے کے باوجود آج تک جانوروں میں کمی واقع نہیں ہوئی۔

علاوہ ازیں اس کا ایک معاشی اور معاشرتی پہلو یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو سال بھر گوشت کا صرف نام سُن سکتے ہیں انہیں چکھنا تک نصیب نہیں ہوتا قربانی کے موقع پر وہ بھی گوشت حاصل کرسکتے ہیں جبکہ قربانی کی کھالوں سے غرباء ومساکین اور دینی اداروں کی جو خدمت ہوتی ہے وہ اپنی جگہ اہم ہے اور سب سے

بڑی بات یہ ہے کہ قربانی کے ذریعے انسان کے ذہن سے دولت کی حرص و لالچ کو نکال کر معاشرے کو امن و سکون سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، گویا جس پہلو سے بھی دیکھا جائے قربانی ایک اہم عبادت ہے اور اس کا انکار عقل و نقل کے خلاف ہے۔ قربانی کے منکر جہاں خود بخل اور کنجوسی کا شکار ہیں وہاں یہ لوگ غریب دشمن بھی ہیں کہ قربانی کی وجہ سے غرباء و مساکین کو حاصل ہونے والے گوشت اور کھالوں سے ان کو محروم کرتے ہیں۔

قربانی کی شرعی حیثیت:

ہر وہ مسلمان جو گھر میں مقیم ہو، قربانی کے دنوں میں سفر پر نہ ہو اور مالی اعتبار سے کشادہ دست ہو اس پر قربانی واجب ہے کیونکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص طاقت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے"۔ اور اس قسم کی جھڑک اسی صورت میں ہوتی ہے جب کسی واجب کام کو چھوڑا جائے۔[1]

وجوب کی شرائط:

قربانی واجب ہونے کی شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔ (کافر پر قربانی واجب نہیں)

(۲) مقیم ہونا۔ مسافر پر واجب نہیں، البتہ نفلی طور پر قربانی کرے تو ثواب پائے گا۔

(۳) مالدار ہونا، یعنی صاحب نصاب ہو۔ (اس کی تفصیل آرہی ہے)

1۔ ہدایہ اخیرین، کتاب الاضحیۃ، ص ۴۴۱۔

www.ziaetaiba.com

(۴) آزاد ہو، غلام پر قربانی واجب نہیں۔ (اگرچہ آج کل غلامی کا سلسلہ نہیں ہے)

قربانی کے وجوب کے لیے مرد ہونا شرط نہیں، اگر عورت بھی مالی طاقت رکھتی ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

بیوی اور اولاد کی طرف سے قربانی:

(۱) نابالغ بچے کی طرف سے باپ پر قربانی واجب نہیں اگرچہ اس بچے کا اپنا مال ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر اس کی طرف سے قربانی کر دی تو بہتر ہے۔

(۲) بالغ لڑکوں اور بیوی کی طرف سے حصہ ڈالنا چاہیں تو ان کی اجازت ضروری ہے، اگر ان کی اجازت کے بغیر ان کی طرف سے قربانی کر دی تو ادا نہیں ہو گی۔[1]

صاحبِ نصاب کون ہے:

زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور قربانی اس وقت واجب ہوتی ہے جب آدمی صاحب نصاب ہو۔ اگر کسی شخص کے پاس اس کی گھریلو ضروریات مثلاً گرمیوں، سردیوں کے حسبِ ضرورت کپڑے، بستر، برتن، کھانے پینے کی اشیاء، گاڑی، مکان، پڑھنے کی کُتب، کاریگر کے اوزار وغیرہ جن جن چیزوں کی اسے ضرورت پڑتی رہتی ہے، سے زائد رقم ہو جس کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچتی ہو اور وہ مقروض نہ ہو تو اسے صاحبِ نصاب کہتے ہیں۔

1۔ بہارِ شریعت، حصہ ۱۰، ص ۱۱۲۔۱۱۱۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت فرض ہوتی ہے جب اس مال پر ایک سال گزر جائے اور اگر وہ مال سامان کی صورت میں ہو تو تجارت کے لیے رکھا گیا ہو، لیکن صدقہ فطر اور قربانی کے لیے نہ تو سال گزرنے کی شرط ہے اور نہ ہی مالِ تجارت ہونا بلکہ اگر کسی شخص کے پاس ایسا سامان ہو جو اس کی ضروریات سے زائد ہے مثلاً ضرورت سے زیادہ گاڑی، فریج، کپڑے وغیرہ ہوں اور ان کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچتی ہے تو اس پر قربانی واجب ہو گی۔

نوٹ:

جو شخص صاحبِ نصاب ہے وہ خود ذاتی طور پر اپنی طرف سے قربانی کرے گا مثلاً گھر میں خاوند، بیوی، بالغ اولاد میں سے جو جو صاحب نصاب ہیں ان سب پر الگ الگ قربانی واجب ہو گی صرف باپ کے قربانی کر دینے سے سب کی طرف سے ادا نہیں ہو گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پچھلے سال قربانی دی تھی اس دفعہ فلاں بچے کی طرف سے قربانی دیتا ہوں۔ اس طرح قربانی نہیں ہو گی کیونکہ قربانی تو خود اس آدمی پر فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہے بچے پر فرض نہیں ہے۔

ہر سال قربانی:

www.ziaetaiba.com

ہمارے ہاں کچھ ایسی باتیں رائج ہو گئی ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ وہ محض ہماری ذہنی اختراع ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ کوئی مسلمان جو صاحبِ نصاب ہے ایک سال قربانی دینے کے بعد دوسرے سال اپنی طرف سے قربانی دینے کے بجائے اپنے کسی فوت شدہ بزرگ کی طرف سے

قربانی دیتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میں گذشتہ سال قربانی دے چکا ہوں یہ بات غلط ہے، اگر کوئی شخص ہر سال صاحبِ نصاب ہے تو اُسے ہر سال اپنی طرف سے قربانی کرنا ہو گی۔ یہ اس پر واجب ہے، ہاں اگر اس کے ساتھ ساتھ کسی فوت شدہ بزرگ یا رشتہ دار کے ایصالِ ثواب کے لیے قربانی کرنا چاہے تو اچھی بات ہے لیکن اپنی طرف سے قربانی کو چھوڑ نہیں سکتا یہ واجب ہے اور دوسرے کی طرف سے اس پر واجب نہیں ہے محض مستحب یا جائز ہے، جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں دس سال تشریف فرما رہے اور ہر سال قربانی دیتے رہے۔

قربانی اور صرف قربانی:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و تعلیمات کے مطابق عمل ہی شریعت کی پاسداری ہے اور قرآن وسنت کے واضح احکام کے مقابلے میں اپنی رائے پر عمل کرنا علم نہیں جہالت ہے، قربانی کے دنوں میں قربانی کے ذریعے ہی صاحبِ نصاب شخص اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے، قربانی کی جگہ صدقہ و خیرات کو نہیں رکھا جا سکتا چاہے وہ کروڑوں روپے ہی کیوں نہ ہوں۔ حال ہی میں "قرض اتارو ملک سنوارو" اس سے ۱۹۹۷ء کا سال مراد ہے۔ سکیم کے حوالے سے بعض بے علم لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ قربانی ایک سال تک چھوڑ دی جائے اور رقم قرض میں دے دی جائے، اسی طرح بعض لوگ اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں یہ رقم ضرورتمند لوگوں کو دی جائے اور قربانی نہ کی جائے، تو یہ بات بالکل غلط ہے اور گنہگار جس پر قربانی واجب ہے اگر وہ قربانی نہ کرے اور دوسری جگہ رقم خرچ کر دے تو وہ گنہگار ہو گا۔

قربانی اور خلوص نیت:

قربانی، قربِ خداوندی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اعمال صالحہ ریاکاری سے پاک ہوں، اپنی شہرت مقصود نہ ہو، سخاوت کی دھوم مچانا مقصد نہ ہو، بلکہ صرف اور صرف رضائے خداوندی پیش نظر ہو، نیت خالص ہو۔ تو کم قیمت والے جانور کی قربانی بھی شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے، جبکہ نیت خالص نہ ہو تو بیش قیمت جانور کی قربانی بھی رائیگاں جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ [1]

(ترجمہ) "اللہ کو ہر گز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے"۔ [2]

اس آیت کریمہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون وغیرہ کی حاجت نہیں، وہ تو صرف یہ دیکھتا ہے کہ تم اس کی رضا جوئی کے لیے اپنا جانور ذبح کر رہے ہو یا کوئی اور مقصد ہے۔

قربانی کا ثواب:

www.ziaetaiba.com

جہاں تک ثواب کا تعلق ہے تو خلوص نیت کے ساتھ اچھے جانور کی قربانی اس کا اہم ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

1۔ القرآن الکریم ۲۲/ ۳۷۔

2۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلاَفِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا.[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کا کوئی عمل خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ نہیں، قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام قبولیت حاصل کرلیتا ہے پس خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

قُربانی کے لیے جانور خریدنا:

قربانی کی دو صورتیں ہیں، ایک کا تعلق امیر آدمی سے ہے یعنی وہ شخص جو صاحبِ نصاب ہے وہ قربانی کی نیت سے جانور خریدے یا ویسے اس کے گھر میں جانور موجود ہو یا خریدتے وقت کوئی نیت نہ کرے تمام صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہے اور اگر اس نے جانور قربانی کے لیے رکھا ہوا تھا یا اس مقصد کے لیے خریدا تھا اب وہ جانور گم ہو گیا یا مر گیا تو دیکھا جائے اگر وہ اب بھی صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ اب صاحبِ نصاب نہیں رہا تو اس پر دوسرا جانور خریدنا لازم نہیں۔

1۔ جامع ترمذی، کتاب الاضحیہ، باب ماجاء فی فضل الاضحیہ، ص ۱۸۰۔

اور جو شخص صاحب نصاب نہیں ہے اگر وہ قربانی کی نذر مانے یا قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو اس پر بھی قربانی واجب ہو جاتی ہے اور اگر وہ جانور مر جائے یا گم ہو جائے تو فقیر پر دوسرا جانور خریدنا لازم نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر قربانی واجب ہے وہ جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت کرے یا نہ کرے اس پر بہر حال قربانی واجب ہے، نیت ضروری نہیں۔

قربانی کے جانور:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں:

(۱) اونٹ اور اونٹنی ..... ان کی عمر کم از کم پانچ سال ہونا ضروری ہے۔

(۲) گائے، بیل، بھینس اور بھینسا .....ان کی عمر کم از کم دو سال ہونا لازمی ہے۔

(۳) بکری، بکرا، چھترا، بھیڑ اور دُنبہ ..... ان میں سے ہر ایک کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔

نوٹ:

(۱) اگر اس سے زیادہ عمر ہو تو افضل ہے لیکن اس (اوپر لکھی گئی عمر) سے کم ہو تو قربانی نہیں ہو گی۔

(۲) دُنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ مہینے کا ہو لیکن اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

(۳) وحشی جانور جیسے نیل گائے یا ہرن وغیرہ کی قربانی جائز نہیں ہے۔

(۴) وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر پیدا ہو تو ماں کا اعتبار ہو گا مثلاً ہرن اور بکری کے ملاپ سے پیدا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر بکرے اور ہرنی کے ملاپ سے پیدا ہو تو ناجائز ہے۔

نوٹ:

دیہات میں جانوروں کو کھیرا، دوندا اور چوگا وغیرہ کہا جاتا ہے۔ کھیرا جانور دو سال سے کم عمر کا ہوتا ہے جبکہ دوندا دو سال یا اس سے زائد عمر کا ہوتا ہے لہٰذا گائے، بیل دوندے ہوں تو ان کی قربانی جائز ہے جبکہ کھیرے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

جانور میں شراکت:

بکری، بکرا، چھترا اور دُنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی میں ذبح کیا جاسکتا ہے جبکہ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی کی قربانی میں سات افراد شریک ہوسکتے ہیں یعنی سات آدمی یا ان سے کم افراد مل کر ایک گائے یا ایک اونٹنی کی قربانی کرسکتے ہیں لیکن اس کے لیے کچھ شرائط ہیں:

(۱) اگر ان میں سے کوئی ایک کافر ہو یا کسی کی نیت محض گوشت حاصل کرنا ہو تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔

www.ziaetaiba.com

(۲) قربانی میں شریک ہونے والے سب افراد کی نیت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہو، لہٰذا اگر ان حصہ داروں میں سے کوئی عقیقہ کرنا چاہتا ہو یا حج وغیرہ کے سلسلہ میں واجب ہونے والی قربانی کا حصہ ڈالنا چاہے حج کی واجب قربانی صرف حدود حرم میں ہی ادا ہوتی ہے۔

حضرت مؤلف مدظلہ العالی نے مسئلہ تحریر فرمادیا ہے، اس کی وضاحت میں یہ سمجھ لیجیے کہ مکۃ المکرمہ یا اس کے مضافات مگر حدود حرم میں چند افراد مل کر قربانی کررہے ہیں تو شرکاء میں کوئی سالانہ واجب قربانی کا حصہ ڈال رہا ہے جائز ہے کہ کوئی حصہ دار عقیقہ کی نیت سے حصہ ڈال سکتا ہے اور اسی طرح کوئی حج کررہا ہے توجہ کی "ھدی" پیش کرنے کے لیے حصہ دار ہوسکتا ہے۔(احقر نسیم صدیقی غفرلہٗ) تو وہ بھی شریک ہوسکتا ہے۔

(۳) ان شرکاء میں سے کسی کا حصہ ساتواں حصے سے کم نہ ہو مثلاً پانچ آدمی شریک ہوں اور جانور کی قیمت تین ہزار پانچ سو روپیہ ہو تو ہر ایک کا ساتواں حصہ پانچ صد روپے ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی کا حصہ پانچوں سے کم ہو، ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی کا زیادہ ہو، مثلاً چار آدمی پانچ پانچ سو روپیہ ڈالیں اور ایک شخص پندرہ سو روپیہ ڈالے یا سب پر یہ رقم برابر برابر تقسیم ہو۔

(۴) جب سات آدمی مل کر ایک گائے خریدیں اور قربانی سے پہلے ان میں سے کوئی آدمی فوت ہوجائے تو اب اس فوت ہونے والے کے وارثوں سے اجازت لینا ضروری ہے اگر ان کی اجازت کے بغیر قربانی کی تو کسی کی قربانی بھی جائز نہ ہوگی۔

www.ziaetaiba.com

جانور عیب سے پاک ہو:

چونکہ قربانی کا مقصد قُرب خداوندی کا حصول ہے اس لیے قربانی کے جانور کا عیب سے پاک ہونا ضروری ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ نہایت موٹا تازہ اور اچھا جانور ذبح کیا جائے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سینگ والا مینڈھالایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو یعنی اس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔[1]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار قسم کے جانور قربانی کے لیے درست نہیں ہیں۔ کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو۔ لنگڑا، جس کا لنگ ظاہر ہو۔ اور ایسا کمزور جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔[2]

ان احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ایسے جانور کی قربانی کرتے تھے جو نہایت عمدہ ہوتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو بھی عیب والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔ جانوروں کے عیب کے سلسلے میں فقہاء کرام نے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے جو اس طرح ہے: ہر وہ عیب جو کسی منفعت کو بالکل زائل کردے یا اس کی وجہ سے جانوروں کا حُسن بالکل ختم ہو جائے تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں اور جو عیب اس سے کم درجے کا ہو اس کی وجہ سے قربانی ناجائز نہ ہو گی۔

اب ہم ان عیبوں کا قدرے تفصیلی ذکر کریں گے تا کہ مسئلہ بالکل واضح ہو جائے۔

1۔ صحیح مسلم، جلد دوم، ص ۱۵۶۔

2۔ بہار شریعت، حصہ ۱۵، ص ۱۰۹۔

جانور کا سینگ:

جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے، اگر سینگ ٹوٹا ہوا ہو لیکن ہڈی کے جوڑ تک نہ ٹوٹا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے، اور اگر وہ ہڈی (مینگ) تک ٹوٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

دانت، زبان اور ناک:

جس جانور کے دانت پیدائشی طور پر نہ ہوں تو اگر وہ چارہ کھالیتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر دانت ٹوٹے ہوئے ہوں تو دیکھا جائے اگر اتنے دانت باقی ہوں جن سے چارہ کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اگر بکری کی زبان بالکل نہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر گائے کی زبان نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اگر بکری کی زبان کٹی ہوئی ہو تو دیکھا جائے اگر چارہ کھا سکتی ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ جس جانور کی ناک کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

کان، دُم، چکی اور تھن:

جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں یا صرف ایک ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ جس جانور کا کان چھوٹا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ جس جانور کا ایک یا دونوں کان پورے کٹے ہوں اس کی قربانی بھی ناجائز ہے۔ اگر کان کا تیسرا حصہ یا اس سے کم کٹا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔

دُم یا چکی بالکل کٹی ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اور اگر تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، اس سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے۔

نوٹ: جس جانور کا کان لمبائی کی جانب سے چیر اگیا یا اس کا اگلا یا پچھلا حصہ کٹا ہو یا کان پھٹا ہوا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔ جس جانور کے تھن کٹے ہوئے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے، بکری میں ایک اور گائے میں دو تھنوں کا اعتبار ہو گا۔

اندھا، کانا اور بھینگا جانور:

بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے، اندھے کی قربانی جائز نہیں، اور کانا جانور جس کا کانا پن بالکل ظاہر ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں، جس جانور کی نظر (بینائی) تیسرے حصے سے زیادہ چلی گئی ہو اس کی قربانی ناجائز ہے، اگر تہائی یا اس سے کم بینائی ختم ہو گئی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

پاگل اور خارشی جانور:

جو جانور پاگل ہو گیا ہو اگر وہ چارہ کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ خارش والا جانور موٹا تازہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر اتنا کمزور ہو کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو تو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

لنگڑا اور کمزور جانور:

www.ziaetaiba.com

لنگڑا جانور قربان گاہ (جہاں اسے ذبح کرنا ہے) تک اپنے پاؤں سے چل کر نہ جاسکے تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ جو جانور اتنا کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو، اس کی قربانی بھی جائز نہیں البتہ معمولی کمزوری ہو تو جائز ہے۔ اگر ایک ٹانگ بھی کٹی ہوئی ہو تو اس جانور کی قربانی جائز نہیں۔

جلاّلہ اور خنثیٰ وغیرہ:

جو جانور لید اور گوبر وغیرہ (گندگی) کھاتا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے البتہ اسے کچھ دن باندھ کر رکھا جائے، یعنی اونٹ ہو تو چالیس دن، گائے کو بیس دن، بکری کو دس دن باندھ کر چارہ دیں تو ان کی قربانی ہو سکتی ہے۔

جس جانور میں نر اور مادہ دونوں کی علامات ہوں وہ خنثیٰ ہے اس کی قربانی ناجائز ہے۔

اگر کسی جانور کے مخصوص اعضا کاٹ دیئے گئے یا نکال دیئے گئے ہوں تو اسکی قربانی جائز ہے۔

بعد میں عیب کا پیدا ہونا:

خریدتے وقت جانور میں کوئی ایسا عیب نہ تھا جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے لیکن بعد میں عیب پیدا ہو گیا تو دیکھا جائے اگر وہ شخص نصاب کا مالک ہے تو دوسرے جانور کی قربانی دے اور اگر مالکِ نصاب نہیں تو اسی کی قربانی کر دے۔

اور اگر جانور میں پہلے سے عیب ہو لیکن قربانی سے پہلے وہ عیب ختم ہو جائے تو اس کی قربانی جائز ہے، مثلاً کمزور تھا اب موٹا تازہ ہو گیا۔

اور اگر ذبح کرتے وقت جانور کے اُچھلنے کودنے سے کوئی عیب پیدا ہوا، مثلاً ٹانگ ٹوٹ گئی تو اس کی قربانی جائز ہے۔

جانور کا مر جانا یا گم ہو جانا:

اگر قربانی کا جانور مر جائے تو مالدار آدمی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے جبکہ فقیر پر دوسرا جانور خریدنا لازم نہیں۔
اور اگر قربانی کا جانور گم ہو جائے یا چوری ہو جائے اور اب دوسرا جانور خرید لیا جائے اس کے بعد پہلا جانور بھی مل جائے تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے ایک کی قربانی کرے۔ اور فقیر دونوں کی قربانی کرے۔

قربانی کے ایّام اور وقت:

قربانی کے تین دن یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ ہیں، قربانی کا وقت دسویں ذوالحجہ کے دن صبح صادق کے طلوع ہونے سے بارھویں ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے تک ہے، یہ تین دن اور دوراتیں ہیں اور ان کو ایام نحر کہتے ہیں، ان دوراتوں میں بھی قربانی ہو سکتی ہے، لیکن رات کے وقت ذبح کرنا مکروہ ہے، سب سے افضل دس ذوالحجہ پھر گیارہ اور بارہ تاریخ ہے۔

نوٹ: ہمارے ہاں ہر سال عید الاضحیٰ کے موقعہ پر غیر مقلد حضرات اشتہارات کے ذریعے انتشار پھیلاتے ہیں کہ قربانی چوتھے دن بھی ہے، حالانکہ خود ان کے مفتی مفتی ابوالبرکات احمد نے فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۹۰ پر لکھا ہے کہ "چوتھے دن (قربانی) سنت نہیں ہے"۔

نمازِ عید کے بعد قربانی کرنا:

اگر قربانی دیہات میں کی جارہی ہو تو چونکہ وہاں عید کی نماز نہیں ہوتی اس لیے صبح صادق کے بعد کی جاسکتی ہے اور اگر شہر میں ہو تو جب تک شہر میں

www.ziaetaiba.com

کسی ایک مقام پر نماز عید نہ پڑھی جائے قربانی کرنا جائز نہیں، امام کے سلام پھیرنے سے پہلے جو قربانی کی گئی وہ ادا نہیں ہوئی۔

افضل قربانی:

اگر بکری کی قیمت اور گوشت اور گائے کی قیمت اور گوشت کا ساتواں حصہ برابر برابر ہو تو بکری کی قربانی افضل ہے اور اگر گائے کے ساتویں حصے میں بکری سے زیادہ گوشت ہو تو گائے افضل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب دونوں کی قیمت اور گوشت کی مقدار ایک جیسی ہو تو جس کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے، اور گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ ہوا افضل ہے۔

مینڈھا، بھیڑ سے اور دنبہ، دُنبی سے افضل ہے بشرطیکہ قیمت اور گوشت میں برابر ہوں۔ بکری، بکرے سے افضل ہے لیکن خصی بکرا، بکری سے افضل ہے گائے بیل سے اور اونٹنی اونٹ سے افضل ہے جبکہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔

ذبح کے وقت تکبیر ودُعا:

www.ziaetaiba.com

جانور کو چارہ اور پانی اچھی طرح دینے کے بعد پہلے چھُری اچھی طرح تیز کرلی جائے اور پھر جانور کو بائیں پہلو پر لٹا کر اسے قبلہ رُخ کیا جائے، اپنا دایاں پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھُری سے جلد ذبح کیا جائے۔

ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ

(.....ترجمہ.....)

”بے شک میں نے خالصتاً اپنا رخ اُس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز اور قربانی میری زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، یااللہ ! یہ تیرے ہی لیے ہے اور تجھ ہی سے ہے۔“

یہ دُعا پڑھ کر تیز چھری حلقوم پر رکھ کر

پھر بلند آواز سے

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پڑھتے ہوئے چھری چلائیں۔

www.ziaetaiba.com

ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلاَمُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

(.....ترجمہ.....)

"یااللہ! اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما جس طرح تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمائی"۔

ذبح کا طریقہ:

جانور کو اس طرح ذبح کیا جائے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم از کم تین رگیں کٹیں، یہ چار رگیں (پہلی) حلقوم (دوسری) مری (تیسری اور چوتھی) رگوں کو "ودجین" کہا جاتا ہے، جو پہلی اور دوسری رگوں کے اردگرد ہوتی ہیں۔

"حلقوم" وہ رگ ہے جس کے ذریعے سانس آتا جاتا ہے اور "مری" رگ کے ذریعے کھانا پانی اُترتا ہے۔

اگر تین رگیں کٹ گئیں تو جانور حلال ہوگا اور کم کٹیں تو حلال نہ ہوگا۔

کون ذبح کرے؟

قربانی کرنے والا اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو تو خود ذبح کرے ورنہ وہاں موجود رہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قربانی کے جانور کے پاس کھڑے ہونے کا حکم فرمایا تھا، قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کرایا جائے کسی مشرک سے ذبح کرایا تو وہ مُردار ہے اور قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ذبح کرانا بھی مکروہ ہے۔ آج کے زمانے میں یہود و نصاریٰ مشرکانہ عقائد رکھتے اور مشرکانہ

رسومات کا ارتکاب کرتے ہیں لہٰذا ان سے ذبح نہ کرایا جائے، قربانی کے دنوں میں پیسے کمانے کی خاطر قصاب یا غیر قصّاب، مسلمان یا غیر مسلم سب ہی ہاتھ میں آلات ذبح وغیرہ (چھری، بغدے) لے کر گھومتے پھرتے ہیں۔ اچھی طرح تحقیق کیجئے کہ قصاب مسلمان ہو اور صحیح العقیدہ مسلمان ہو، بد عقیدہ مثلاً قادیانی، اسمٰعیلی، بوھری، رافضی، پرویزی، نجدی، وہابی اور دیوبندی نہ ہو۔ (احقر نسیم صدیقی غفرلہ)

ذبح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ بلند آواز سے تکبیر پڑھے، اگر مالک نے بھی ساتھ ہی چھُری پر ہاتھ رکھا تو اُسے بھی "بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر" کہنا پڑے گا۔ جان بوجھ کر چھوڑنے سے جانور حلال نہ ہو گا۔

اگر قربانی نہ کر سکے:

جس آدمی پر قربانی واجب تھی اگر وہ کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکا اور قربانی کے دن (دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ) نکل گئے تو جو جانور قربانی کے لیے خریدا تھا اسے صدقہ کر دُے اور اگر جانور نہیں خریدا تو ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے۔

www.ziaetaiba.com

قربانی کا گوشت:

قربانی کا بنیادی رکن خون بہانا یعنی جانور ذبح کرنا ہے، لہٰذا جب جانور کے گلے پر چھُری پھیر دی اور وہ ذبح ہو گیا تو واجب ادا ہو گیا۔ اس کے بعد گوشت اور کھال وغیرہ کی حیثیت دوسرے درجہ کی ہے اس لیے تمام گوشت گھر میں بھی رکھا جا سکتا ہے، لیکن قربانی کا تقاضا یہ ہے اور یہی مستحب ہے کہ اپنی خواہشات کو

بھی قربان کیا جائے اور گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ گھر والوں کے لیے رکھا جائے اور ایک حصہ غرباء اور مساکین لوگوں میں تقسیم کیا جائے اور ایک حصہ دوست احباب کو بھیجا جائے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ قربانی کے گوشت کو دُنیوی مقاصد کی خاطر بطور رشوت استعمال کیا جاتا ہے اچھا اچھا گوشت افسروں اور امراء، وزراء اور اس قسم کے لوگوں کو دیا جاتا ہے اس قسم کا طریقہ قربانی کی روح کے منافی ہے، لہٰذا امراء اور غرباء کی تفریق مناسب نہیں بلکہ غرباء کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے، اگر اہل وعیال اور اعزّاء واقارب زیادہ ہوں تو تمام گوشت ان کے لیے بھی رکھا جاسکتا ہے۔

شُرکاء میں گوشت کی تقسیم:

اگر گائے یا اُونٹ وغیرہ میں ایک سے زائد افراد شریک ہوں اور عام طور پر سات افراد شریک ہوتے ہیں، تو اس صورت میں تمام گوشت اکٹھا کر دیا جائے اعلیٰ اور ادنیٰ کی تفریق نہ کی جائے، پھر وزن کر کے برابر تقسیم کیا جائے، محض اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں اور یہ کہنا کہ اگر کسی کو زائد چلا گیا تو معاف کر دیں گے، صحیح نہیں۔ وزن کر کے برابر تقسیم کرنے کے بعد اپنے اپنے حصے میں سے کسی دوسرے کو دینے پر کوئی پابندی نہیں۔

قربانی کی کھال:

قربانی کا چمڑا اپنے کام میں لایا جاسکتا ہے لیکن اسے بیچ کر اس کی رقم خود نہیں رکھ سکتے یعنی چمڑے کی کوئی چیز مصلے وغیرہ بنا کر استعمال کر سکتے ہیں اگر اسے

www.ziaetaiba.com

بیچ دیا تو اس کی رقم صدقہ کرنا ہوگی۔ قربانی کی کھال یا اسے بیچ کر اس کی رقم غرباء اور مساکین کو دی جائے۔ خدمت خلق کے ادارے بالخصوص دینی تعلیمی ادارے اس کھال کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ صدقہ جاریہ ہے علم دین کی تدریس، اشاعت اور تبلیغ پر مدد کرنا ہے۔

جانور کی رسی یا کپڑا جو جانور پر ڈالا گیا یا اس کے گلے کا ہار وغیرہ بھی صدقہ کرنا ہوگا۔ قربانی کی کھالیں مساجد کو بھی دی جا سکتی ہیں۔

قصاب کی اُجرت:

قربانی کی کوئی چیز مثلاً چمڑا، گوشت وغیرہ کچھ بھی قصاب کو اُجرت میں نہیں دے سکتے اسے الگ اُجرت دی جائے، البتہ وہ غریب ہونے کی وجہ سے مستحق ہو تو اس وجہ سے اسے کھال دینا جائز ہے لیکن اُجرت میں دینا جائز نہیں۔

جانور سے نفع حاصل کرنا:

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لیے کاٹ لینا یا دُودھ دوہنا مکروہ اور منع ہے۔ اسی طرح اس پر سوار ہونا، کوئی چیز لادنا یا کرایہ پر دینا بلکہ کوئی بھی نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ اگر اُون کاٹی یا دودھ دوہا یا کرایہ پر دیا تو یہ سب کچھ صدقہ کر دے۔

www.ziaetaiba.com

قربانی کے جانور کا بچہ:

قربانی کے لیے جو جانور خریدا اگر قربانی سے پہلے اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو اسے بھی ذبح کر دے، اور اگر اس بچے کو بیچ دیا تو وہ رقم صدقہ کرے اگر ذبح نہ

کیا اور قربانی کے دن گزر گئے تو اس بچے کو صدقہ کر دے۔ قربانی کا جانور ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے بچہ نکل آیا تو اسے بھی ذبح کر دیا جائے اگر مرا ہوا ہو تو پھینک دیا جائے۔

جانور مخلوط ہو جائیں:

دو یا تین آدمیوں نے قربانی کے لیے بکریاں خریدیں، اب یہ پتا نہیں چل رہا کہ کس کی کون سی بکری ہے ؟، تو ایک دوسرے کو وکیل بنا دیں اس طرح سب کی طرف سے قربانی ہو جائے گی۔

چاند دیکھنے کے بعد حجامت نہ بنوانا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے ذوالحجہ کا چاند دیکھا اور اس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کرے بال اور ناخنوں سے نہ لے (یعنی نہ کاٹے)“۔

لہٰذا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ چاند دیکھنے کے بعد قربانی کرنے تک حجامت بھی نہ بنوائے اور ناخن بھی نہ کاٹے۔

غریبوں کی قربانی:

www.ziaetaiba.com

☆ حدیث شریف کے مطابق جس شخص کے پاس قربانی کے لیے جانور نہ ہو یعنی وہ قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کٹوائے بلکہ عید کے روز نماز عید سے فراغت کے بعد حجامت بنوائے اور ناخن کاٹے تو اسے قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

☆ بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی فقیر ہو اور قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے؟ تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نمازِ عید کے بعد گھر میں دو رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ کوثر تین مرتبہ پڑھے، تو اللہ جل شانہٗ اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا۔[1]

خلاصۂ کلام:

اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں یعنی آپ کے پاس گھریلو ضروریات سے زائد ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت یا اتنی ہی مالیت کا (ضرورت سے زائد) سامان ہے اور آپ نے اتنا قرض نہیں دینا کہ قرض کی رقم نکال کر اب آپ کے پاس ساڑھے باون تولے کی قیمت سے کم رقم رہ جائے تو آپ پر قربانی واجب ہے۔
اگر آپ کے بیٹے، بیٹیاں اور بیوی بھی اسی طرح الگ الگ صاحبِ نصاب ہیں تو ان پر بھی الگ الگ قربانی واجب ہے۔ (ورنہ صرف آپ پر واجب ہے)۔

لہٰذا آپ ایک بکری خرید لیں یا گائے یا اونٹ میں ساتواں حصہ ڈال دیں، اسی طرح آپ کی اولاد اور بیوی بھی الگ الگ بکریاں لے لیں یا گائے وغیرہ میں حصہ ڈال لیں۔ بکری کی عمر کم از کم ایک سال، گائے کی عمر کم از کم دو سال، اور اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال ہو۔

یہ جانور عیب سے خالی ہوں، سینگ ہڈی تک ٹوٹا ہوا نہ ہو، اتنا پاگل نہ ہو کہ چرنا چھوڑ دے، اتنا کمزور نہ ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا ہو، خارشی ہونے کی وجہ

1۔ راحۃ القلوب۔

سے بالکل کمزور نہ ہو گیا ہو، اندھا نہ ہو، کانا پن ظاہر نہ ہو، ایسا بیمار نہ ہو کہ چل نہ سکتا ہو۔ کان، دُم، چکی تیسرے حصہ سے زائد کٹی ہوئی نہ ہو، کانوں سے خالی نہ ہو، تیسرے حصے سے زیادہ بینائی نہ چلی گئی ہو، دانت موجود ہوں، بکری کا ایک اور گائے کے دو تھن خشک یا کٹے ہوئے نہ ہوں۔ اس جانور میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں نہ ہوں۔ گندگی کھانیوالا نہ ہو۔ اس کا پاؤں کٹا ہوا نہ ہو۔ زبان ایسی کٹی ہوئی نہ ہو کہ چارہ نہ کھا سکتا ہو۔

اس جانور کی اچھی طرح خدمت کریں، قربانی سے پہلے اسے خوب کھلائیں پلائیں، اور جب ذبح کرنے لگیں تو بھی چارہ اور پانی دیں، چھری تیز کریں لیکن جانور کے سامنے تیز نہ کریں۔

جب عید الاضحیٰ کی نماز ہو جائے یعنی کسی ایک جگہ ہو جائے تو اب اس کی قربانی کریں، اگر پہلے دن نہ ہوسکے تو دوسرے دن کرلیں ورنہ تیسرے دن کریں۔ رات کے وقت قربانی نہ کریں۔ اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں، اگر ایسا نہ ہوسکے تو اس کے پاس کھڑے رہیں ذبح کرنے کے لیے جانور کو بائیں پہلو پر لٹائیں اور اس کا رخ قبلہ کی طرف کریں اپنا دایاں پاؤں اس کے پہلو پر رکھیں اور تیز چھری سے جلدی جلدی ذبح کردیں۔

ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

www.ziaetaiba.com

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ

(.....ترجمہ.....)

"بے شک میں نے خالصتاً اپنا رخ اُس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز اور قربانی میری زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، یااللہ ! یہ تیرے ہی لیے ہے اور تجھ ہی سے ہے"۔

پھر "بِسمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبر" بلند آواز سے پڑھیں۔ یہ تکبیر ذبح کرنے والا پڑھے اور اگر آپ نے بھی چھُری پر ہاتھ رکھا ہوا ہے تو آپ بھی پڑھیں۔

جانور کی چار یا تین رگیں کاٹنا ضروری ہے، اس سے کم بھی نہ ہو اور زیادہ بھی نہ کاٹیں۔

ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

www.ziaetaiba.com

(.....ترجمہ.....)

"یااللہ ! اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما جس طرح تُو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمائی"۔

جب جانور ٹھنڈا ہو جائے اور رُوح نکل جائے تو کھال اتاریں اور گوشت تیار کرنے کے بعد اگر گائے میں شراکت تھی تو ترازو سے تول کر سات حصے برابر برابر کریں۔ صرف اندازے سے تقسیم جائز نہیں۔

بکری ہو یا گائے کا ساتواں حصہ جو آپ کو ملا اس گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ گھر میں رکھ لیں، دوسرا حصہ دوست احباب اور رشتہ داروں کو دیں، اور تیسرا حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کریں۔ جانور کی رسی، اس پر ڈالا گیا کپڑا اور گلے کا ہار وغیرہ صدقہ کر دیں۔ کھال خود استعمال کر سکتے ہیں لیکن اس کی قیمت خود نہیں رکھ سکتے۔ بہتر یہ ہے کہ کھال یا اس کی قیمت مستحقین لوگوں کو دیں خاص طور پر دینی مدارس کے طلباء کے اخراجات کے لیے دینے میں زیادہ ثواب ہے اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔

۞ ۞ ۞ ۞

www.ziaetaiba.com